علامہ اقبال کے غیر مطبوعہ رقعات

بنام پروین رقم

رفیع الدین ہاشمی

علامہ اقبال اپنے شعری مجموعوں کی طباعت و اشاعت کے سلسلے میں خاصے اہتمام سے کام لیتے تھے۔ ''اسرارِ خودی'' (۱۲ ستمبر ۱۹۰۵ء) اور ''رموزِ بے خودی'' (۱۰ اپریل ۱۹۱۸ء) حکیم فقیر محمد چشتی نظامی کی نگرانی اور اہتمام سے شائع ہوئیں۔ ''بانگِ درا'' (ستمبر ۱۹۲۴ء)، ''بالِ جبریل'' (جنوری ۱۹۳۵ء) اور ''ضربِ کلیم'' (جولائی ۱۹۳۶ء) کے پہلے ایڈیشنوں کے ناشر بھی علی الترتیب ممتاز علی اینڈ سنز لاہور، تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور اور کتب خانہ طلوعِ اسلام لاہور تھے، مگر بعض تجربات کے پیش نظر انہوں نے، بعد ازاں اپنی جملہ تصانیف کی طباعت و اشاعت کا کام لاہور کے معروف ناشر شیخ مبارک علی کے سپرد کر دیا تھا۔ شعری مجموعوں کی کتابت بالالتزام وہ خود کراتے، پھر کاپیوں کی تصحیح کے بعد انھیں ناشر کے سپرد کر دیتے۔''اسرارِ خودی'' کے پہلے ایڈیشن کی کتابت منشی فضل الٰہی مرغوب رقم نے کی، اس کے بعد اقبال نے شعری مجموعوں کی کتابت کے لیے عبدالمجید کاتب (بعد ازاں پروین رقم) کا انتخاب کیا۔ اس وقت کاتب موصوف کی عمر صرف اٹھارہ برس تھی۔

منشی عبدالمجید کا تعلق ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ کے ایک خطاط گھرانے سے تھا۔ ان کے والد مولوی عبدالعزیز اور دادا مولوی پیر بخش ایمن آبادی بھی معروف خوش نویس تھے۔ عبدالمجید ۱۹۰۱ء میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی، پھر فارسی کی بعض کتابیں پڑھیں۔ خوشنویسی کی طرف فطری میلان دیکھ کر مولوی عبدالعزیز نے انھیں لاہور کے ایک نامور خطاطِ نستعلیق حافظ نور احمد کے سپرد کر دیا۔

عبدالمجید خوش نویس نے اپنے فطری میلان طبع اور اپنی محنت و شوق کے سبب بہت جلد خطاطی سیکھ لی اور باقاعدہ کتابت کرنے لگے۔ انھوں نے میرزا امام ویردی (وفات : ۱۸۸۸ء) کے کتبوں اور قطعات کے تتبّع میں خطِ نستعلیق میں مہارت بہم پہنچائی۔ اپنے خاندانی اسلوبِ خط اور امام ویردی کے طرز نگارش کی آمیزش سے عبدالمجید نے ایک خاص اسلوب پیدا کیا، جسے اُس دور کے خوش نویسوں کے ہاں غیر معمولی مقبولیت حاصل ہوئی۔ بعض روایات کے مطابق نو آموز، ان کے لکھے ہوئے اشتہار دیواروں سے اُتار لے جاتے اور انھیں سامنے رکھ کر خطاطی کی مشق کرتے — بقول سید انور حسین نفیس رقم: ''یہ حقیقت ہے کہ اس دور کا ہر چھوٹا بڑا خطاط، پروین رقم کے اسلوبِ نستعلیق سے کسی نہ کسی درجے میں متاثر ہے''— اپنے دور کے اس بے مثل خطاط نے ۳ اپریل ۱۹۴۶ء کو لاہور میں انتقال کیا۔

اوپر ذکر آ چکا ہے کہ ''رموزِ بے خودی'' (طبع اول، ۱۰ اپریل ۱۹۱۸ء) علامہ اقبال کی وہ پہلی کتاب ہے، جسے پروین رقم نے کتابت کیا (اس وقت تک وہ ''پروین رقم'' نہیں ہوئے تھے۔ اس لیے کتاب پر نام ''عبدالمجید'' لکھا ہے۔ انھوں نے اپنے نام کے ساتھ ۱۹۳۰ء کے لگ بھگ ''پروین رقم'' لکھنا شروع کیا۔ ''بانگِ درا'' کے تیسرے ایڈیشن (مارچ ۱۹۳۰ء) پر پہلی بار عبدالمجید کے ساتھ ''پروین رقم'' نظر آتا ہے)۔ بعد ازاں ''پیامِ مشرق'' [مئی ۱۹۲۳ء] ''بانگِ درا''، ''بالِ جبریل''، ''مسافر'' (۱۹۳۴ء) اور ''ارمغانِ حجاز'' (نومبر ۱۹۳۸ء) کے پہلے ایڈیشنوں کی کتابت بھی پروین رقم نے کی، البتہ ''ضربِ کلیم''، ''زبورِ عجم'' (۱۹۲۷ء) اور ''جاوید نامہ'' (فروری ۱۹۳۲ء) کے اولین ایڈیشن بعض دوسرے خوش نویسوں کے قلم سے ہیں۔ غالباً پروین رقم کی علالت، یا ان ایام میں لاہور میں ان کی غیر موجودگی کے سبب ایسا ہوا، ورنہ علامہ اقبال کے نزدیک وہ لاہور کے سب سے بہتر کاتب تھے[1]۔ یہی

۱۔ ایک خط میں لکھتے ہیں: ''عبدالمجید کاتب . . . میرے نزدیک لاہور میں سب سے بہتر ہے۔'' (خطوطِ اقبال بنام بیگم گرامی، ص ۱۶)۔ تاہم اقبال سے منسوب یہ قول بے بنیاد ہے کہ: ''پروین رقم میرے اشعار کی کتابت نہیں کریں گے، تو میں شاعری ترک کر دوں گا۔'' (''جنگ'' لاہور، یکم اکتوبر ۱۹۸۱ء)

وجہ ہے کہ متذکرہ بالا تینوں مجموعوں کی دوسری اشاعتوں کی کتابت پروین رقم ہی سے کرائی گئی ۔ ان میں سے ''جاوید نامہ'' کی کتابت وہ مکمل نہ کر سکے ۔ طبع دوم (فروری ۱۹۴۷ء) کے دو سو صفحات ان کے قلم سے ہیں ۔ باقی صفحات غالباً ابن پروین رقم نے لکھے ۔

علامہ اقبال اپنے مجموعوں کی کتابت اپنی نگرانی میں خصوصی ہدایات کے تحت کراتے تھے ۔ ابتدا میں یہ ہدایات ناشر کے توسط سے دی جاتی تھیں[1] ۔ بعد ازاں براہِ راست خوش نویس کو ہدایات دیتے ۔ ذیل کے تین رقعات ، اقبال نے اسی سلسلے میں پروین رقم کے نام تحریر کیے ۔

یہ رقعات ''بالِ جبریل'' کے پہلے ایڈیشن کی کتابت کے موقع پر لکھے گئے ۔ ان پر سنہ درج نہیں ۔ تاریخ (۱۷ ستمبر) صرف دوسرے رقعے پر ہے ۔ ''بالِ جبریل'' کی کتابت ۹ ستمبر ۱۹۳۴ء کو شروع ہوئی تھی[2] اس اعتبار سے یہ تینوں رقعات ۱۹۳۴ء کے ہیں ۔ پہلا رقعہ ۱۴ ، ۱۵ ستمبر کا ہے ۔ دوسرا ۱۷ ستمبر کا اور تیسرا رقعہ اواخر ستمبر کا معلوم ہوتا ہے ـــ تینوں رقعات علامہ اقبال میوزیم ، جاوید منزل لاہور میں محفوظ ہیں ۔

(۱)

علامہ اقبال نے ''بالِ جبریل'' کے مسودے کے ساتھ کاتب کو بعض رباعیات بھی دی تھیں ، تاکہ جن غزلوں کے آخر میں جگہ بچ جائے وہاں رباعیات لکھ دی جائیں ۔ جب پہلی دو کاپیاں (۱۶ صفحات) کتابت ہو کر ان کے پاس آئیں ، تو غزل نمبر ۷ (دگرگوں ہے جہاں . . .) کے اختتام پر جگہ بچ گئی تھی ، چنانچہ انھوں نے ایک رباعی اس ہدایت کے

۱۔ ملاحظہ کیجیے اقبال کے تین رقعات بنام شیخ مبارک علی مشمولہ ''انوارِ اقبال'' ، ص ۱۷۱ - ۱۷۳ ۔

یہ رقعات ''پیامِ مشرق'' طبع دوم کی کتابت کے سلسلے میں لکھے گئے ۔ بشیر احمد ڈار کا یہ قیاس درست نہیں کہ یہ طبع اول کی کتابت سے متعلق ہیں ، کیونکہ ''خردہ'' طبع اول میں موجود نہیں ، دوسری اشاعت میں شامل کیا گیا ۔

۲۔ تصانیفِ اقبال کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ ، ص ۲۹ ۔

ساتھ ارسال کی کہ اسے صفحہ ۱۶ پر لکھ دیا جائے۔ یہ رقعہ اسی سلسلے میں ہے:

[ستمبر ۱۹۳۴ء]

جناب پروین رقم صاحب،

صفحہ ۱۶ پر جو جگہ رباعی کے لیے خالی ہے، وہاں مندرجہ ذیل رباعی لکھیے:

کرم تیرا کہ بے جوہر نہیں میں   غلامِ طغرل و سنجر نہیں میں
جہاں بینی مری فطرت ہے لیکن   کسی جمشید کا ساغر نہیں میں

محمد اقبال

(۲)

"بالِ جبریل" کی کتابت شدہ تیسری کاپی (صفحات ۱۷—۴۴) واپس کرتے ہوئے، اس رقعے کے ذریعے علامہ نے تین رباعیات ارسال کیں۔ غالباً اس وقت مزید کوئی رباعی موجود نہیں تھی، اور فوری طور پر موزوں بھی نہ ہو سکی۔ چوتھی رباعی (عطا اسلاف کا جذبِ دروں کر) بعد میں بھیجی گئی ہوگی۔

۱۷ ستمبر [۱۹۳۴ء]

جنابِ کاتب،

امید ہے کہ جو رباعی میں نے آپ کو ارسال کی تھی، وہ آپ نے صفحہ ۱۶ پر لکھ دی ہوگی۔ اس کاپی میں (جو واپس کر رہا ہوں) چار جگہیں خالی ہیں، ان کو بھی پُر کرنا ہے، اس واسطے مندرجہ ذیل تین رباعیاں بھیجتا ہوں۔ ان کو بھی اس کاپی میں لکھ دیں۔ اس خط کا جواب لکھیں، جو جگہیں اور خالی رہ جائیں، اُن کے لیے اور رباعیاں بھیجوں گا، کیونکہ خالی جگہ بُری معلوم ہوتی ہے۔

(۱)

وہی اصلِ مکان و لامکاں ہے
مکاں کیا شے ہے؟ اندازِ بیاں ہے
خضر کیوں کر بتائے، کیا بتائے
اگر ماہی کہے، دریا کہاں ہے

(۲)

کبھی آوارہ و بے خانماں عشق
کبھی شاہِ شہاں نوشیرواں عشق
کبھی میداں میں آتا ہے زرہ پوش
کبھی عریان و بے تیغ و سناں عشق

(۳)

کبھی تنہائیِ کوہ و دمن عشق
کبھی سوز و سرور و انجمن عشق
کبھی سرمایۂ محراب و منبر
کبھی مولا علی خیبر شکن عشق

محمد اقبال

(۳)

ذیل کا رقعہ چند یوم بعد کا ہے، اندازاً ۲۰، ۲۱ ستمبر کا — اس میں اُس چوتھی رباعی (عطا اسلاف کا جذبِ دروں کر) کے علاوہ، جس کا وعدہ ۱۷ ستمبر کے رقعے میں کیا گیا تھا، مزید چار رباعیاں بھیجی گئیں، جو بالترتیب صفحہ ۲۶، ۲۸، ۳۲ اور ۱۲۵ پر درج کی گئیں۔

جنابِ کاتب،

میں اس سے پہلے شاید چار رباعیاں[۱] بھیج چکا ہوں۔ پانچ آج بھیجتا ہوں، کل نو رباعیاں ہوئیں، مگر ان میں سے آپ نے ابھی تک ایک بھی

۱- جو پہلے دو رقعات میں مذکور ہیں۔

درج نہیں کی ۔ مہربانی کر کے جب پہلا حصہ ختم ہو جائے ، تو سب کا سب میرے پاس ارسال کریں ، تا کہ میں دیکھ لوں کہ رباعیاں کہاں کہاں درج ہوئی ہیں ۔ آپ کے لکھنے کی رفتار بہت سست ہے - ۲۶ یا ۲۷ سطر یومیہ اوسط ہے ۔ اگر یہ حال رہا تو کتاب مشکل سے ختم ہوگی ۔ میرے خیال میں آپ کو کم از کم ایک کاپی روز لکھنی چاہیے ، یہ کوئی مشکل کام نہیں ۔[1]

محمد اقبال

(۱)

عطا اسلاف کا جذبِ دروں کر
شریکِ زمرۂ لا یحزنوں کر
خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں
مرے مولا مجھے صاحب جنوں کر

(۲)

یہ نکتہ میں نے سیکھا بوالحسن سے
کہ جاں مرتی نہیں مرگِ بدن سے
چمک سورج میں کیا باقی رہے گی
اگر بیزار ہو اپنی کرن سے

(۳)

خرد واقف نہیں ہے نیک و بد سے
بڑھی جاتی ہے ظالم اپنی حد سے
خدا جانے مجھے کیا ہو گیا ہے
خرد بیزار دل سے ، دل خرد سے

۱- ۲۶ ، ۲۷ سطر تقریباً پانچ صفحات بنتے ہیں ۔ علامہ اقبال ، پروین رقم کی اس رفتارِ کار سے مطمئن نہ تھے ، اور چاہتے تھے کہ کم از کم آٹھ صفحات (ایک کاپی) روزانہ لکھے جائیں ۔

(۴)

یہی آدم ہے سلطاں بحر و بر کا
کہوں کیا ماجرا اس بے بصر کا
نہ خود بیں ، نے خدا بیں ، نے جہاں بیں
یہی شہ کار ہے تیرے ہنر کا

(۵)

[1] دم عارف نسیم صبح دم ہے
اسی سے ریشۂ معنی میں نم ہے
اگر کوئی شعیب آئے میسر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

محمد اقبال

مندرجہ بالا رقعات کے حوالے سے یہاں دو باتوں کی طرف مختصراً اشارہ کرنا نامناسب نہ ہوگا ۔ اول : علامہ اقبال نے اپنے جن اشعار کو ''رباعیات'' قرار دیا ہے ، وہ رباعی کے مخصوص اوزان میں نہیں ، اس لیے بعض اہل نقد کے نزدیک انھیں ''رباعیات'' کے بجائے قطعات کہنا چاہیے ۔ (دیکھیے ڈاکٹر فرمان فتح پوری کا مضمون : ''کچھ تحقیقات کے بارے میں'' در : ''تحقیق و تنقید'' ، ص ۱۵۲ - ۱۶۸)

دوم : ''کلیات اقبال'' ، اردو (شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ، ۱۹۷۳ء) کی کتابت کے موقع پر مذکورہ رباعیات یا قطعات کو غزلوں سے علیحدہ کرکے ایک الگ حصے میں ''رباعیات'' کے زیر عنوان جمع کر دیا گیا ہے ۔ مناسب ہوتا کہ غزلیات و رباعیات کی وہی ترتیب برقرار رکھی جاتی ، جو پرویں رقم کے کتابت کردہ نسخوں میں ہے ، کیونکہ غزلیات و رباعیات (یا قطعات) کی یہ ترتیب علامہ اقبال کے حسب ہدایت تھی ، اور ان کی وفات کے بعد اسے نظرانداز کرکے متن اقبال کی ترتیب میں کسی طرح کی تبدیلی جائز نہیں ۔

۱۔ اس آخری رباعی کے لیے کسی غزل کے آخر میں جگہ نہ نکل سکی ، اس لیے یہ آگے چل کر نظم ''دعا'' کے اختتام پر بچ جانے والی جگہ (ص ۱۲۵) درج کی گئی ۔

کتابیات

(۱) اقبال ۔ ارمغانِ حجاز ۔ کپور آرٹ پرنٹنگ ورکس لاہور ۔ نومبر ۱۹۳۸ء

(۲) اقبال ۔ اسرار خودی ۔ شیخ مبارک علی لاہور ۔ ۱۹۱۵ء

(۳) اقبال ۔ بال جبریل ۔ تاج کمپنی لمیٹڈ ، لاہور ۔ جنوری ۱۹۳۵ء

(۴) اقبال ۔ بانگِ درا ۔ ممتاز علی اینڈ سنز لاہور ۔ ستمبر ۱۹۲۴ء

(۵) اقبال ۔ بانگِ درا ۔ شیخ مبارک علی تاجر کتب لاہور ۔ مارچ ۱۹۳۰ء

(۶) اقبال ۔ پیام مشرق ۔ شیخ مبارک علی لاہور ۔ [مئی ۱۹۲۳ء]

(۷) اقبال ۔ جاوید نامہ ۔ شیخ طاہرالدین انارکلی لاہور ، فروری ۱۹۳۲ء

(۸) اقبال ۔ جاوید نامہ ۔ شیخ مبارک علی تاجر کتب ، لاہور ، فروری ۱۹۴۷ء

(۹) اقبال ۔ رموزِ بے خودی ۔ شیخ مبارک علی لاہور ۔ ۱۹۱۸ء

(۱۰) اقبال ۔ زبورِ عجم ۔ شیخ مبارک علی لاہور ۔ ۱۹۲۷ء

(۱۱) اقبال ۔ ضربِ کلیم ۔ کتاب خانہ طلوعِ اسلام لاہور ۔ جولائی ۱۹۳۶ء

(۱۲) اقبال ۔ کلیات اقبال ، اردو ۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ، ۱۹۷۳ء

(۱۳) اقبال ۔ مسافر ۔ کتاب خانہ طلوعِ اسلام لاہور ۔ ۱۹۳۴ء

(۱۴) بشیر احمد ڈار (مرتب) ۔ انوارِ اقبال ــ اقبال اکادمی پاکستان کراچی ، مارچ ۱۹۶۷ء

(۱۵) رفیع الدین ہاشمی ، ڈاکٹر ۔ تصانیف اقبال کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ ــ اقبال اکادمی پاکستان لاہور ، ۱۹۸۲ء

(۱۶) فرمان فتح پوری ، ڈاکٹر ۔ تحقیق و تنقید ۔ قمر کتاب گھر کراچی ، ۱۹۷۷ء

(۱۷) روزنامہ ''جنگ'' لاہور ، یکم اکتوبر ۱۹۸۱ء